شذرات

تمام مسلمان ملکوں میں اس وقت بڑی سخت ذہنی کشمکش ہے جس کا عملی اظہار آج ان کی زندگی کے سب شعبوں میں نمایاں ہے۔ کم وبیش گزشتہ ایک صدی سے اسلامی دنیا پر یورپ کے جو اثرات پڑ رہے تھے انھوں نے ان ملکوں کی معاشرت، معیشت، سیاست اور فکر و نظر کو بہت حد تک اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد سوویٹ یونین اور دوسرے اشتراکی ممالک کا بعض مسلمان ملکوں میں کافی عمل دخل ہو گیا۔ یورپ کے اثرات جو پہلے سے ان ملکوں میں بروئے کار تھے، اور اشتراکی اثرات جن کی یلغار اب شروع ہوئی ہے، ان دونوں کا باہم ٹکراؤ بالکل فطری ہے۔ اس کے علاوہ خود مسلمان ملکوں کی اپنی قومی زندگی ہے۔ اپنی تاریخی روایات ہیں۔ اور اپنا مذہب، اپنی معاشرت اور ماضی سے مضبوط وابستگی ہے۔ ان چیزوں کی جڑیں عوام میں کافی گہری ہیں۔ چنانچہ ان ملکوں سے یورپی تسلط ہٹنے کے بعد سیاسی آزادی کے جلو میں یہ چیزیں عوامی زندگی میں زیادہ مؤثر ہوتے لگی ہیں۔ غرض یہ تین دھارے ہیں جو بیک وقت اسلامی دنیا میں بہہ رہے ہیں۔ اور انھوں نے اس کے اندر ایک زبردست فکری ومعاشرتی وسیاسی بھنور پیدا کر دیا ہے۔

مسلمان ملکوں میں ترکی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہاں قومیت کی اساس تاریخی طور پر مستحکم ہے، لیکن دائیں بائیں کی کشمکش وہاں بھی ہے۔ جسٹس پارٹی جس نے حالیہ انتخابات جیتے ہیں دائیں کو جھکی ہوئی بیچ کی پارٹی ہے۔ اور عصمت انونو کی پیپلز پارٹی بائیں کو جھکی ہوئی بیچ کی پارٹی۔ اگر صرف یہی دو پارٹیاں ہوتیں تو کوئی مضائقہ نہ تھا لیکن اب ترکی میں دائیں اور بائیں بازو کے انتہا پسند گروہ بھی پیدا ہو رہے ہیں اور اتفاق سے نوجوان ادھر زیادہ کھنچتے ہیں۔

اس معاملے میں عرب دنیا کی حالت اور بھی دگرگوں ہے۔ قلموں اور زبانوں پر تو بے شک متحدہ عرب قومیت ہے لیکن عملاً ہر خطے میں علاقائی مصالح اور رجحانات کا غلبہ ہے۔ یہاں تک کہ خلیج فارس کی چند ریاستیں پر مشتمل الگ الگ امارتیں متحد نہیں ہو پا رہیں۔ اس پر ایک طرف امریکہ و یورپ کا دباؤ پڑ رہا ہے، اور دوسری طرف اشتراکی دنیا کا۔

یہ کشمکش سیاست و معیشت و معاشرت میں تو ہے ہی، عربی ادب و ثقافت بھی اس کی زد میں ہے، اور عرب ادبا اور شعرا مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔

(س)